مسائلِ ستر و حجاب

تالیف
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ
الشیخ مقصود الحسن فیضی



تحقیق و تصحیح
حافظ عبید الرحمٰن شفیق



مکتبہ اسلامیہ

مسائل ستر و حجاب

تالیف

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ

الشیخ مقصود الحسن فیضی

تحقیق و تصحیح

حافظ عبید الرحمن شفیق

مکتبہ اسلامیہ



ناشر ------------ محمد سرور عاصم

اشاعت ----------- 2014ء

مطبع .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
0300-8661763

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

ارشادِ نبوی ﷺ

”جہنمیوں کی ان دو قسموں کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بھٹکنے والی، ان کے سر بختی اونٹوں کی لچکدار کوہان کی طرح بڑے بڑے ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو ہی پائیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور دور سے آتی ہوگی۔“

[صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة،باب النساء الكاسيات العاريات: ۲۱۲۸]

فہرست

عرضِ ناشر

مغربی کلچر اور برقِ خاطف نے جس تیزی سے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں پر اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ عریانی نے جس سیل رواں کی شکل اختیار کر لی ہے اس نے ہماری ملّی ودینی اقدار کو خس وخاشاک کی طرح بہا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ بحیثیت قوم یہ لوگ حیا اور پردہ داری سے عاری ہو چکے ہیں، حالانکہ اسلام کا اولین درس ہی حیا ہے۔ واضح رہے کہ جو قوم اپنی عفت وعصمت کا پاس نہیں رکھتی اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کی تعمیر نو کے لیے سال ہا سال درکار ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر میں غفلت کی انتہا اس قدر ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی نظامِ عفت وحیا سے بالکل بے خبر ہیں، لہٰذا اسلام کے درسِ حیا سے لوگوں کو آشنا کرنے کے لیے بہترین تحریر کی ضرورت تھی، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کتابچہ حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلاة نظر سے گزرا جس کا ترجمہ دیارِ ہند کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ اس میں ستر وحجاب کے ان تمام بنیادی مسائل کو انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ سمو دیا گیا ہے جن سے آگہی ہر مسلمان مرد وزن کے لیے ضروری ہے۔ دل میں یہ امنگ پیدا ہوئی کہ کتابچے کی اہمیت کے پیش نظر اس پر مزید کام کروا کر اسے شائع کیا جائے، لہٰذا ادارے کے ریسرچ فیلو حافظ عبید الرحمن شفیق نے ترجمہ کی تنقیح وتصحیح

کے ساتھ انتہائی جان فشانی سے تحقیق بھی کی جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ جناب محمد ذیشان مشتاق نے کی اور جناب عمران ندیم صاحب نے خوبصورت سرورق بنا کر کتاب کے ظاہری حسن میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد

آخر میں باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی طرح اپنے دین کی خدمت کرنے کی مزید ہمت بخشے اور اسے ہمارے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد سرور عاصم

پیش لفظ

بقلم الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على عبده و رسوله المصطفى، و على آله و صحبه و من والاه، أما بعد:

عورت کے لیے پردہ اسلامی شریعت کا ایک واضح حکم ہے اور اس کا مقصد بھی بالکل واضح ہے۔ اسلام نے انسانی فطرت کے عین مطابق یہ فیصلہ کیا ہے کہ عورت اور مرد کے تعلقات پاکیزگی، صفائی اور ذمہ داری کی بنیادوں پر استوار ہوں۔ اور اس میں کہیں کوئی خلل نہ آنے پائے۔

اس لیے اس نے زنا اور اس کے اسباب و دواعی پر مکمل قدغن لگائی ہے، کیونکہ یہ تکمیل خواہشات کا خالص حیوانی ذریعہ ہے۔ جس میں طہارت اور ذمہ داری کی ادنیٰ سی بھی جھلک موجود نہیں، بلکہ یہ جسمانی اور روحانی آفات کا سرچشمہ ہے۔

اسلام نے زنا کی اس برائی کے سدِ باب کے لیے تین تدبیریں اختیار کی ہیں۔

① ربانی ارشاد و ہدایت اور نبوی وعظ و تذکیر، اس کا بیان کتاب اللہ کی آیات اور سنت رسول ﷺ کے مختلف ابواب میں نہایت موثر اور بلیغ انداز سے موجود ہے، کہیں عفت و عصمت پر بہترین اجر و انعام کا ذکر ہے تو کہیں فحش کاری پر وعید شدید۔

② حدود اور سزائیں جس کے تحت غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا انتہائی شدید ترین حکم ہے۔

③ غیر محرم مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی اور ان کے باہمی اختلاط پر دوٹوک پابندی۔ اسی پابندی کا حصہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر نکلنا اور اجنبی مردوں کے سامنے سے گزرنا پڑے تو وہ پردہ کر لے۔

چونکہ چہرہ حسن و قبح کا اصل معیار ہے اور اس پر ابھرنے والے تاثرات دلی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اور نگاہ پیغام رسانی کا کام انجام دیتی ہے بلکہ خفتہ جذبات و احساسات کو ابھارتی بھی ہے۔ اس لیے پردے کے حکم کا اولین نشانہ یہ ہے کہ چہرہ نگاہوں سے اوجھل رہے اور نگاہ، نگاہ سے ٹکرانے نہ پائے۔

مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ علماء نے سب سے بڑھ کر اسی مسئلہ میں اختلاف کیا ہے اور بہت سے پرجوش لوگوں نے اس بے احتیاطی کو عین منشائے اسلام قرار دیا ہے اور اس کے لیے عجیب و غریب ''دلائل'' پیش کیے ہیں۔ چنانچہ ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ عورت کو حالت نماز میں چہرے اور ہاتھ کھلا رکھنے کی اجازت ہے ،انہیں ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا اس لیے یہ دونوں پردے کے دائرے سے خارج ہیں۔

حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ بالکل بے تکی دلیل ہے، کیونکہ نماز کی ستر پوشی ایک الگ چیز ہے اور انسانوں سے پردہ الگ چیز۔ بسا اوقات نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم ہے مگر انسانوں سے اس کے پردے کا حکم نہیں۔ مثلاً مرد کو نماز میں کندھے ڈھانپنے کا حکم ہے، مگر انسانوں کے سامنے نہیں۔ بس اسی کے برعکس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم نہ ہو اور انسانوں کے سامنے ہو۔ درحقیقت نماز میں ستر کا حکم کچھ اور مقاصد رکھتا ہے اور انسانوں سے پردے کا حکم کچھ اور ہی مقاصد رکھتا ہے۔ لہٰذا انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

پیش نظر رسالہ میں، جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بعض تحریروں سے مقتبس ہے۔ اس میں مذکورہ نکتہ بڑے مدلل اور جامع انداز سے بیان کیا گیا ہے اور جیسا کہ امام موصوف کی علمی بیکرانی کا خاص اور معروف انداز ہے، یہ بیان اپنے دامن میں دوسرے بہت سے بے بہا علمی افادات کے ہیرنے، جواہرات بھی لیے ہوئے ہے جن سے استفادے کے لیے دیدہ ریزی مطلوب ہے۔ توقع ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے لیے اس مسئلہ میں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔

وبیدہ اللّٰہ التوفیق

صفی الرحمٰن مبارکپوری (رحمۃ اللہ علیہ)

مرکز خدمة السنة والسيرة النبوية

الجامعة الاسلامية، المدينة المنورة

ستر کا بیان

اس سے مراد وہ لباس ہے جو نماز کے وقت اختیار کیا جاتا ہے، جسے فقہاء ''نماز میں ستر کا بیان'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نماز میں جو اعضاء چھپانے ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جنہیں عام طور پر دوسروں کی نظروں سے چھپایا جاتا ہے، یعنی جسے عام شرعی اصطلاح میں ''ستر'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے نماز میں ستر کی حدود درج ذیل آیت سے لی ہیں۔ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ [2]

''یعنی عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ [3]

''اور اپنی زینت کو اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور کے سامنے ظاہر نہ کریں۔''

ظاہری زینت کی تفسیر میں سلف کے دو قول ہیں۔

---

[1] ستر سے مراد انسانی جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اور عورت کا ''ستر'' چہرے اور ہاتھ کے علاوہ سارا جسم ہے۔

[2] ٢٤/النور: ٣١۔ [3] ٢٤/النور: ٣١۔

① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد صرف ظاہری کپڑے وغیرہ ہیں۔

② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ میں موجود ظاہری زینتیں ہیں جیسے سرمہ، انگوٹھی وغیرہ۔

ان دو مختلف تفاسیر کی بنا پر غیر محرم عورت کے چہرے اور ہاتھ کو دیکھنے کے حوالے سے فقہا کی رائے بھی مختلف ہے: بعض فقہا کی رائے ہے کہ بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ایک قول کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے۔ جبکہ بعض دوسرے فقہاء مطلق طور پر نامحرم عورت کی طرف دیکھنا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عورت پوری کی پوری ستر ہے حتیٰ کہ اس کے ناخن بھی چھپانے کی چیز ہیں اور امام مالک بھی اسی رائے کے قائل ہیں۔

ظاہری اور باطنی زینت

معاملے کی اصل حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو دو قسم کی زینتوں سے نوازا ہے۔ ایک ظاہری زینت اور دوسری باطنی زینت۔ محرم اور شوہروں کے علاوہ عام آدمیوں کے سامنے ظاہری زینت کے اظہار کی اجازت ہے۔ البتہ باطنی زینت صرف شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے ہی ظاہر کی جاسکتی ہے۔

آیتِ حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتوں کو بغیر چادر اوڑھے باہر نکلنے کی اجازت تھی اور مرد ان کے چہرے اور ہاتھ دیکھ سکتے تھے، اس وقت عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھ کھلے رکھنا جائز تھا۔ جس کے سبب مردوں کا ان کو دیکھنا بھی جائز تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی تو مسلمان عورتیں غیر محرم مردوں

سے پردہ کرنے لگیں۔

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾ [1]

"اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تھا۔ [2]

---

[1] ۳۳/الاحزاب: ۵۹۔

[2] حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت مذکورہ بالا آیت نازل نہیں ہوئی بلکہ اس وقت جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے: ﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ﴾ (۳۳/الاحزاب: ۵۳) "اے اہل ایمان! نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ لیکن اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو بلکہ بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے بعد بکھر جاؤ۔ کسی بات کی دلچسپی میں نہ لگو کیونکہ اس سے نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب امہات المومنین سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله (لاتدخلوا بيوت النبي الا ان يوذن لكم الى طعام......) ح: ٤٧٩١، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت حجش ونزول الحجاب واثبات الوليمة العرس ح:١٤٢٨۔ ہوسکتا ہے کہ یہ آیت مصنف رحمہ اللہ سے یا کاتب سے ساقط ہوگئی اور یہی دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔

تو اس وقت نبی ﷺ نے پردہ لٹکا دیا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے منع فرمادیا۔ [1]

غزوۂ خیبر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے منتخب فرمایا تو صحابہ کرام آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنین میں سے ہیں ورنہ لونڈی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں

---

[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی میں گوشت اور روٹی کا ولیمہ کیا تو مجھے لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لیے بھیجا ،لوگ جماعت در جماعت آئے اور کھا کر واپس چلے گئے حتیٰ کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہ بچا جسے میں بلاتا۔ آپ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جسے کھانے پر بلایا جائے، آپ نے دسترخوان اٹھانے کا حکم دیا، لیکن تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے، آپ ﷺ وہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک تشریف لے گئے، آپ نے سلام کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور عرض گذار ہوئیں کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا، اللہ آپ پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اس طرح آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر لگایا اور ہر ایک نے وہی کچھ کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ پھر واپس ہوئے اور دیکھا کہ ابھی تک وہ تینوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ بہت ہی شرمیلے تھے، آپ پھر یہاں سے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ معلوم نہیں میں نے آپ کو بتلایا یا کسی اور ذریعے سے آپ کو ان لوگوں کے نکل جانے کی اطلاع ملی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور ابھی آپ نے اپنا ایک پاؤں دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ میرے اور اپنے بیچ میں آپ نے پردہ لٹکا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب لا تدخلوا بیوت النبی إلا ان یوذن لکم ٤٧٩٣، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب: ح: ١٤٢٨۔

پردہ کرادیا۔ ❶

اللہ تعالیٰ یہ حکم صادر فرمانے کے بعد کہ امہات المومنین سے جب بھی کوئی چیز طلب کی جائے تو پردہ کے اوٹ سے طلب کی جائے اور آپ ﷺ کی بیویاں، بچیاں اور مسلمانوں کی عورتیں اپنی چادر کا گھونگھٹ لٹکا لیا کریں۔ مسلمان عورتوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا۔ (چادر کے لیے یہاں لفظ ''جلباب'' استعمال کیا گیا ہے)۔

''جلباب'' سے مراد وہ کپڑا ہے جو سر سمیت پورے بدن کو ڈھک لے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جلباب کی تفسیر ''رداء'' یعنی چادر سے کی ہے جسے عام زبان میں ازار کہا جاتا ہے۔ یعنی اتنی بڑی چادر جو سر اور باقی بدن کو ڈھک لے۔

گھونگھٹ لٹکانے کی تفسیر حضرت عبیدہ رحمہ اللہ نے یہ کی ہے کہ عورت اپنی چادر کو سر سے اس طرح لٹکائے کہ اس کی صرف آنکھیں ظاہر ہوں۔ نقاب بھی اس سے ملتی جلتی چیز ہے۔ حدیث میں ہے:

---

❶ یہ ایک لمبی حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں نقل کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ کے رسول ﷺ خیبر اور مدینہ منورہ کے بیچ تین دن تک قیام پذیر رہے اور وہیں پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رخصت کی گئیں۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ پر بلایا، اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی وغیرہ کا انتظام نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا جس پر کچھ کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ ڈال دیا گیا اور یہی اس دن کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے آپس میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق قیاس آرائیاں کیں کہ یہ امہات المومنین سے ہیں یا لونڈی ہیں؟ پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنین سے ہیں ورنہ لونڈی۔ جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کے اور لوگوں کے بیچ پردہ کھینچ دیا۔ صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری ح: ٥٠٨٥، صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه امة ثم يتزوجها ح: ١٣٦٥۔

((اَنَّ الْمُحْرِمَةَ لَا تَنْتَقِبُ وَلَا تَلْبِسُ الْقُفَّازَيْنِ)) ❶

”حالت احرام میں عورت نہ نقاب پہنے اور نہ دستانہ ہی استعمال کرے۔“

لہٰذا جب عورتوں کو ”جلباب“ یعنی لمبی چادر اوڑھنے کا حکم اس لیے تھا کہ وہ پہچانی نہ جاسکیں، سو یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک عورتیں چہرہ نہ چھپائیں یا نقاب نہ کریں، نتیجتاً یہ بات ازخود عیاں ہوجاتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا تعلق اس باطنی زینت سے ہے جس کو نامحرم اجنبی حضرات سے چھپانے کا حکم ہے۔

لہٰذا نامحرم اجنبی مردوں کے لیے عورت کے صرف ظاہری کپڑوں کے دیکھنے کی حلت باقی رہ جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی آخری کڑی کا ذکر کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کے ابتدائی مرحلے کا۔ ❷

عورت کا اپنے غلام سے پردہ

اسی بنیاد پر لفظ ﴿ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ﴾ ”ایک مسلمان عورت

---

❶ صحیح البخاری: کتاب جزاء الصید، باب ماینھی من الطیب للمحرم والمحرمۃ، عن عبداللّٰہ بن عمر: ۱۸۳۸۔

❷ شیخ الاسلام یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ الا ما ظھر منھا کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف ظاہری کپڑوں کا اظہار مراد لیتے ہیں جب کہ حضرت عبداللہ بن عباس ہاتھ اور چہرہ ۔ ظاہری طور پر یہ دونوں اقوال ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہیں لیکن امرواقع کچھ اس طرح ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں عورتوں کو چہرہ اور ہاتھ چھپانے کا حکم نہ تھا لیکن بعد میں آیت حجاب نازل ہوئی اور عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم ہوا۔

لہٰذا اس تصریح کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن مسعود نے دوسرا حکم جو کہ ناسخ ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس نے پہلا حکم جو منسوخ ہوچکا ہے اس کا ذکر کردیا لہٰذا اب کوئی تعارض باقی نہ رہا۔

دوسری مسلمان عورتوں اور اپنے زرخرید غلاموں کے سامنے بھی زینت کو ظاہر کر سکتی ہے۔'' سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت اپنے غلام کے سامنے اپنی باطنی زینت ظاہر کر سکتی ہے۔ اس بارے میں علما کے دو قول ہیں:

① ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ سے مراد لونڈیاں یا اہل کتاب لونڈیاں ہیں۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

② اس سے مراد مرد غلام ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا مذہب ہے، امام احمد رحمہ اللہ سے ایک دوسری روایات بھی یہی منقول ہے۔ اس تفسیر کا تقاضا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔

اس بارے میں متعدد حدیثیں ❶ بھی موجود ہیں (جس سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ عورت کا غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے) اور یہ اجازت صرف ضرورت کے پیش نظر ہے۔ کیونکہ عورت کو گواہ، مزدور اور شادی کا پیغام دینے والے سے کہیں

---

❶ مثلاً حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کہ "أَنَّ النَّبِيَّ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَ إِذَا غَطَّتْ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا تَلْقَى قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ۔ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَ غُلَامُكِ." ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر آئے، جسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایک چادر تھی جب اس سے اپنے سر کو چھپاتیں تو پیر کھل جاتے اور پیروں کو چھپاتیں تو آپ کا سر ننگا رہ جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہارا غلام ہے۔ سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب العبد ينظر الى شعر مولاته: ٤١٠٦۔

زیادہ اپنے غلام سے ہم کلام ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔لہٰذا جب ان اشخاص کا عورت کو بوقت ضرورت دیکھنا جائز ہے تو غلام کے لیے دیکھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا۔ ❶ لیکن اس دلیل سے اس بات کا جواز کسی طور پر درست نہیں کہ غلام اپنی مالکہ کا محرم بھی بن سکتا ہے جس کے ساتھ وہ سفر وغیرہ کر سکتی ہے جس طرح بوڑھے اجنبی مرد سے پردہ تو ضروری نہیں لیکن وہ عورت کے لیے محرم کی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ ان کے ساتھ سفر بھی جائز ہو۔

لہٰذا یہ بات کسی طرح درست نہیں کہ جس کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہو اس کے ساتھ سفر اور اس سے خلوت و تنہائی بھی جائز ہے بلکہ عورت کا غلام صرف بوقت ضرورت اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔البتہ نہ تو اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے اور نہ خلوت و تنہائی میں اس سے مل ہی سکتا ہے کیونکہ غلام کو نبی کریم ﷺ کے درج ذیل فرمان کے تحت محرم شمار نہیں کیا جا سکتا:

((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ ذِيْ مَحْرَمٍ)) ❷

''کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے سفر نہ کرے۔''

---

❶ بوقت ضرورت عورت غلام کو مخاطب کر سکتی ہے کیونکہ گواہ بوقت گواہی عورت کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، منگنی کے وقت منگنی کرنے والا بھی اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ سکتا ہے لہٰذا جب ایسی کبھی کبھار پیش آنے والی ضرورتوں کے پیش نظر عورت کو شریعت نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنے چہرے کو کھول سکتی ہے تو ہمہ وقت درپیش ضرورت کے لیے بدرجہ اولیٰ چہرہ کھولنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

❷ صحیح البخاری: کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس نحوه : ۱۱۹۷؛ صحيح مسلم كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج أو غيره : ۸۲۷۔

غلام اگر آزاد ہو جائے تو اس کی مالکہ اس سے نکاح کر سکتی ہے جس طرح کہ بہن کا شوہر ایک بہن کو طلاق دے دے تو دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور محرم تو وہ ہوتا ہے جس پر وہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

اس لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ عورت کا اپنے غلام کے ساتھ سفر کرنا ہلاکت ہے۔

آیت مذکورہ میں اظہار زینت کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور بعض غیر محرم دونوں کے لیے ہے لیکن حدیث میں سفر کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور شوہر کے ساتھ خاص ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾ [1]

''یعنی عورت اپنی عورتوں یا غلاموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ [2]

''یعنی مسلمان عورتیں اپنی زینت جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں۔''

لیکن اپنے غلام، مسلمان عورتوں اور جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتیں۔

---

[1] ٢٤/النور: ٣١۔ [2] ٢٤/النور: ٣١۔

مسلمان عورت کا مشرک اور کافر عورت سے پردہ

ارشاد باری تعالیٰ ﴿ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ ﴾ کی تفسیر میں مفسرین کافر اور مشرکہ عورت کو شامل نہیں کرتے یعنی مسلمان عورت کی دایہ مشرکہ عورت نہیں بن سکتی اور نہ مشرک عورت مومن عورت کے ساتھ حمام میں داخل ہو سکتی ہے۔ [1]

یہودی عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں اور ان کے چہرے اور ہاتھوں وغیرہ کو دیکھا کرتی تھیں، البتہ مردوں کو اس کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ چہرہ اور ہاتھ اہل کتاب ذمی عورتوں کے حق میں زینت ظاہرہ شمار ہوں گے، البتہ اہل کتاب ذمی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ مسلمان عورتوں کی باطنی پوشیدہ زینت کو دیکھے۔ زینت کے ظاہر کرنے اور چھپانے کا معیار یہی ہے کہ عورت کسی کے لیے بھی صرف وہی زینت ظاہر کر سکتی ہے جس کا اظہار کرنا اس کے لیے جائز ہے۔

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿ نِسَآىِٕهِنَّ ﴾ کی یہی تفسیر صحیح ہے جو سلف صالحین سے بغیر کسی اختلاف کے مروی ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں نہ کہ کافر عورتیں۔ دیکھئے: زاد المسیر: ٦/ ١٣٢۔

بعض ہم عصر فضلاء کی یہ تفسیر کہ اس سے نیک سیرت و نیک خصلت عورتیں مراد ہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر، ایک نئی تفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر سلف کے خلاف ہے اور عربی اسلوب کلام سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ﴿ نِسَآىِٕهِنَّ ﴾ میں اضافت مسلمان عورتوں کی طرف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اپنے قرابت داروں کے سامنے اپنی باطنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے اور بالخصوص شوہر کے سامنے تو ہر ایسی زینت کا اظہار کرے گی جس کا اظہار اپنے محرم اور قریبی رشتہ داروں کے سامنے بھی نہیں کر سکتی۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ﴾ ''یعنی اپنے دوپٹوں کو اپنے گریبان پر ڈال لیں۔'' اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنی گردن چھپا کر رکھے گی۔ چنانچہ گردن ظاہری زینت کے بجائے باطنی زینت میں شمار ہوگی اور یہی حکم ہار اور دوسرے زیورات کا بھی ہے۔ (حجاب المرأۃ المسلمۃ)

یعنی عام حالات میں بھی عورت اپنی ظاہری زینت کے علاوہ اپنا باقی جسم دوسری عورت سے چھپائے گی لیکن اگر کسی شرعی عارضہ جیسے علاج، ولادت اور دیگر ضروریات کی بنا پر اپنا خفیہ ستر کھولنا پڑ جائے تو اس میں بھی مسلمان عورت کا انتخاب کرنا چاہیے۔

مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ

پچھلے صفحات میں مردوں سے عورتوں کے پردے کے متعلق تفصیل بیان ہوئی ہے۔ باقی رہا مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ تو اس کا تعلق خاص شرمگاہ سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) [1]

''کوئی مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کو اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔''

نیز فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا عَنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَ مِنْهُ)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات: ۳۳۸۔

[2] (حسن) سنن ابی ابوداود، کتاب الحمام، باب ماجاء فی التعری: ۴۰۱۷؛ سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی حفظه العورة: ۲۷۶۹۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں مختصراً اور معلق ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب من اغتسل عریانا وحده فی خلوة، حدیث: ۲۷۸۔

''اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کو ہر ایک سے محفوظ رکھو۔ صحابی کہتے ہیں میں نے کہا: اگر لوگوں کی بھیڑ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ حتی الامکان کوشش کرو کہ کوئی تمہاری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ صحابی نے دوبارہ عرض کیا: اگر کوئی تنہا ہو تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّفْضِیَ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَالْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ)) [1]

''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ ہو اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں ہو۔''

اور بچوں سے متعلق فرمایا:

((مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ وَ فَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) [2]

''جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستروں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دو۔''

---

[1] مذکورہ حدیث میں نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کے الفاظ ثابت نہیں البتہ مذکورہ حدیث لا یفضی کے الفاظ سے مسلم میں موجود ہے، دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات: ۳۳۸؛ غالباً امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ الفاظ معناً بیان کیے ہیں۔

[2] (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، ح: ۴۹۴۔ ۴۹۵۔

مذکورہ بالا احادیث سے اپنے ہم جنس افراد کی شرم گاہ دیکھنے اور چھونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ فعل انتہائی فحاشی اور بے حیائی پر مبنی ہے۔ باقی رہی مردوں کے لیے عورتوں اور عورتوں کے لیے مردوں کی شرمگاہ دیکھنے اور چھونے کی ممانعت، تو اس میں اصل قباحت جنسی خواہشات کا برانگیختہ ہونا ہے۔ (یعنی مرد اگر عورت کی شرمگاہ کو یا عورت مرد کی شرمگاہ کو دیکھے تو اس سے فطرۃً شہوت ابھرتی ہے)

لہٰذا عام حالات میں یہ دو قسمیں ہوئیں:

① مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے ستر پوشی کرنا۔

② مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے ستر پوشی کرنا۔

حالتِ نماز میں مرد اور عورت کا لباس

ستر پوشی کی ایک تیسری قسم بھی ہے جس کا تعلق خاص حالت نماز سے ہے کیونکہ عورت اگر تنہائی میں نماز پڑھے تب بھی اسے چادر اوڑھنے کا حکم ہے۔ [1] جبکہ حالت نماز کے علاوہ وہ اپنے گھر کے اندر جہاں اجنبی مرد نہ ہوں اپنے سر کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ نماز کی حالت میں زینت کا اختیار یعنی ستر پوشی باری تعالیٰ کا حق ہے لہٰذا یہ امر کسی صورت جائز نہیں کہ کوئی بیت اللہ کا طواف یا نماز برہنہ حالت میں ادا کرے خواہ وہ رات کی تاریکی میں تن تنہا ہی کیوں نہ ہو معلوم ہوا کہ نماز میں زینت کا اختیار، یعنی عورت کی ستر پوشی، لوگوں سے پردہ کے لیے نہیں بلکہ رب العالمین کا حق ہے۔

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ رضی اللہ ... رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

(صحیح) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ تصلی بغیر خمار، ح: ٦٤٣؛ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی لاتقبل صلاۃ المرأۃ الابخمار، ح: ٣٧٧۔

اسی وجہ سے نمازی حالت نماز میں اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے گا جسے عام طور پر نماز کے علاوہ ظاہر کرنا جائز ہے۔

مثلاً دونوں کندھے، رسول ﷺ نے مرد اپنے کندھوں کو ڈھکے بغیر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ❶ یہ حکم نماز میں باری تعالیٰ کے حق کی بنا پر ہے جبکہ مرد حضرات نماز کے علاوہ کندھے ننگے رکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح آزاد عورت نماز میں دوپٹہ اوڑھے گی جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ)) ❷

''یعنی کسی بالغ عورت کی نماز اللہ تعالیٰ بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں فرماتا۔''

---

❶ صحیحین میں یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے: ''لَا يُصَلِّيْ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ'' تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب اذا صلی فی ثوب واحد: ۳۵۹، صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی ثوب واحد وصفۃ لبسہ: ۵۱۶۔

❷ مذکورہ حدیث کی تخریج سنن ابوداود اور سنن الترمذی کے حوالے سے قریب ہی گزر چکی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے آزاد اور لونڈی ہر ایک کے لیے یکساں حکم رکھتی ہے دونوں میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں، چنانچہ آزاد عورت اور لونڈی میں فرق کرنا صحیح نہیں، جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ اس تفریق کی کوئی دلیل مجھے شریعت میں نہیں مل سکی۔ اس کے برعکس یہ ضرور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: ''إختمري'' یعنی چادر اوڑھ لو، اس حدیث کا حوالہ میری کتاب ''حجاب المرأۃ'' صفحہ ۴۵ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی دونوں ہی چادر اوڑھیں گی۔ اور حدیث مذکورہ بالا عمومی حکم کی تائید کرتی ہے۔

حالانکہ اس کے لیے اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اوڑھنی یا دوپٹے کا اوڑھنا ضروری نہیں ہے کیونکہ عورت زینت باطنہ کا اظہار اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کر سکتی ہے۔ جب کہ حالت نماز میں یہ حکم عام ہے چاہے محرم رشتہ دار ہوں یا غیر محرم (اور چاہے صرف عورتوں کے سامنے ہی نماز کیوں نہ پڑ رہی ہو) سر کا کھلا رکھنا جائز نہیں۔ اس کے برعکس صحیح موقف کے مطابق ابتدائے اسلام میں اجنبی لوگوں کے سامنے ہاتھ چہرہ اور پاؤں وغیرہ ظاہر کرنے کی اجازت تھی لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا، اب صرف اپنی ظاہری زینت یعنی صرف کپڑے وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے۔

البتہ حالت نماز میں اس بات پر اتفاق ہے کہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ حالانکہ چہرے کا شمار پوشیدہ زینت میں ہوتا ہے اس کے باوجود دوران نماز کھلا رکھنا بالاجماع جائز ہے۔ اسی طرح جمہور علماء امام شافعی، امام ابوحنیفہ وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت نماز میں دونوں ہاتھوں کو بھی کھلا رکھ سکتی ہے، البتہ امام احمد رحمہ اللہ کے دو قول ہیں، ایک یہی ہے اور ایک اس کے خلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں پاؤں کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مسلک زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پاؤں کو زینت ظاہرہ قرار دیا ہے، چنانچہ آپ نے آیت ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ''فتخ'' ہے اور ''فتخ'' چاندی کے اس چھلے کو کہتے ہیں جسے عورتیں پاؤں کی انگلی میں پہنتی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اسے روایت کیا ہے۔

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں پہلے ہاتھوں اور چہروں کی طرح اپنے قدموں کو بھی کھلا رکھتی تھیں۔ البتہ باہر نکلتے وقت وہ اپنے دامن کو تو ضرور لٹکا لیتیں لیکن چلتے وقت بسا اوقات ان کا پاؤں نظر آجاتا تھا کیونکہ عادتاً وہ جوتے یا موزے

استعمال نہیں کرتی تھیں، اور حالت نماز میں ان کا ڈھکنا شدید تکلیف کا باعث ہے۔ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر عورت کا کپڑا اتنا وسیع ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو ڈھانپ لے تو کیا اس میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ [1]

ظاہر ہے کہ جب وہ سجدہ کرے گی تو اس کے پاؤں کا نچلا حصہ نظر آ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نص اور اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورت اگر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے لیے جلباب کا استعمال ضروری نہیں ہے اور جلباب سے مراد وہ کشادہ چادر ہے جو عورت کے پورے بدن کو چھپاتی ہو، بلکہ جلباب صرف اسی صورت میں ضروری ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے، گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر عورت کا ہاتھ، پیر اور چہرہ کھلا رہے تو یہ جائز ہے، جیسا کہ آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان خواتین اسی حالت میں باہر نکلا کرتی تھیں۔ لہٰذا نماز کا ستر وہ نہیں ہے جو نظر کا ستر ہے ...اور نظر کا ستر وہ نہیں ہے جو نماز کا ستر ہے۔ خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کپڑوں ہی کو زینت ظاہرہ قرار دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ عورت پوری کی پوری پردے کی چیز ہے حتی کہ اس کا ناخن بھی حکم پردہ میں شامل ہے، بلکہ یہ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

---

[1] (ضعیف) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی کم تصلی المرءة، ح: ٦٣٩: مذکورہ حدیث کی سند میں ابن محمد بن زید مجہول ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں مذکورہ حدیث مرفوعا اور موقوفا دونوں طرح مروی ہے، لیکن تمام اسناد ضعیف ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن زید بن قنفذ کی ماں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ کون کون سے کپڑے ہیں جن میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنی اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے اور اپنے عبائے میں نماز پڑھ سکتی ہے بشرطیکہ پاؤں کا اوپری حصہ چھپا ہوا ہو۔ الموطا: کتاب الصلاۃ، باب الرخصة صلاۃ المرأة فی الدرع والخمار: ١/ ٤٣؛ سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب فی کم تصلی المرأة: ٦٣٩۔

عورت نماز میں اپنے ناخن کو بھی چھپائے گی، فقہاء کرام کا پردہ کے احکام کو "باب ستر العورۃ"۔ "قابل پردہ حصہ کو چھپانے کا بیان" سے موسوم کرنا کہ جن اعضاء کو نمازی دورانِ نماز چھپاتا ہے وہ پردہ میں بھی شمار ہوں گے۔ یہ ان کی ذاتی تشریح ہے یہ نہ تو آپ کے الفاظ ہیں اور نہ قرآن وسنت ہی میں کہیں ایسا حکم وارد ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ❶

"مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت (لباس) استعمال کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا نماز بدرجۂ اولیٰ برہنہ ہو کر نہیں پڑھی جا سکتی۔ ❷

اسی لیے جب آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

((اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ)) ❸

"یعنی کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔"

اور ایک کپڑے میں نماز سے متعلق فرمایا:

((اِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ)) ❹

---

❶ ۷/الاعراف: ۳۱

❷ صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب مايستر من العورة، ح ۳٦۹؛ صحيح مسلم؛ كتاب الحج، باب لايحج بالبيت مشرك ولايطوف عريان...، ح: ۱۳٤۷۔

❸ صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة، فی الثوب الواحد: ۳۵۷؛ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة، فی ثوب واحد، ۵۱۵۔

❹ صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقا: ۳٦۱۔

"اگر کپڑا کشادہ ہے تو اس کو لپیٹ لو اور اگر چھوٹا ہے تو تہبند باندھ لو۔"

اسی طرح ایک کپڑے میں کندھا ننگا رکھتے ہوئے نماز پڑھنے سے منع فرمایا: [1]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حالت نماز اور غیر نماز کے پردے میں فرق ہے اسی لیے نماز میں ستر یعنی ران وغیرہ کو چھپانے کا حکم ہے، جب کہ حالت نماز کے علاوہ عام حالات میں ران وغیرہ کا چھپانا ضروری نہیں جیسا کہ امام احمد کے ایک موقف کے مطابق مرد کا ستر صرف قُبل و دُبر (پیشاب و پاخانہ کی جگہ) ہے۔ امام احمد کے مذکورہ قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کی ران دیکھنے کی اجازت ہے، حالت نماز اور طواف کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے خواہ رانیں حدودِ ستر میں شامل ہوں یا نہ ہوں، بہر حال کسی شخص کو ران کھول کر نماز پڑھنے اور برہنہ ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے اور وہ کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار بنا لے اور کشادہ ہو تو اس میں لپٹ جائے۔ اسی طرح اگر وہ گھر میں تنِ تنہا پڑھ رہا ہو تو بھی باتفاق علماء ستر پوشی کرنا واجب ہے۔

ازار کی موجودگی میں ران کھول کر نماز پڑھنا کسی صورت میں مرد کے لیے جائز نہیں۔ اور نہ ہی اس مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ جن لوگوں نے حدودِ ستر کی تحدید سے متعلق دونوں روایتوں کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے تو یہ ان کی صریح غلطی ہے۔ یہ نہ تو امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور نہ ہی کسی

---

[1] ((لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ)) "تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کپڑے کا کوئی حصہ کندھے پر نہ ہو۔" صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب اذا صلی فی الثوب الواحد: ۳۵۹؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی ثوب واحد: ۵۱٦۔

دوسرے امام کا کہ نمازی ایسی حالت میں (یعنی کھلی ران کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ حالت نماز میں کندھوں کے ڈھکنے کا تو حکم دیں اور ران کھلی رکھنے کی اجازت دے دیں۔ [1]

ہاں! اس مسئلے میں اختلاف ضرور ہے کہ آدمی جب اکیلا ہو تو اس پر ستر کا چھپانا واجب ہے یا نہیں؟ لیکن کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنے کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ باتفاق علماء لباس کی موجودگی میں برہنہ حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں اس لیے امام احمد رحمہ اللہ اور کچھ دوسرے ائمہ کی رائے ہے کہ جہاں کہیں صرف ننگے ہی مرد ہوں تو ان کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے ان کا امام صف کے درمیان میں کسی ایسی جگہ جہاں عام مرد برہنہ حالت میں ہوں۔ یہ حکم حالت نماز کے ساتھ خاص ہے۔ اس قدر پردہ پوشی کا خیال صرف وصرف نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہے، نہ کہ نظر کی وجہ سے۔ چنانچہ جب بہز بن حکیم کے دادا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر ہم اکیلے رہیں تب بھی ستر پوشی کا خیال رکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)) [2]

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ یہاں حاشیہ لگاتے ہیں کہ مناسب ہے کہ بچوں کو ایسے ہی آداب سکھائے جائیں۔ والدین کے لیے کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو (خاص کر اس وقت جب کہ وہ تمیز کو پہنچ جائیں) جانگھیا (ہاف پینٹ) پہنائیں اور اسی حالت میں انہیں مسجد بھی لے جائیں۔ چنانچہ ماسبق حدیث: ((مُرُوْهُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ)) میں ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔

[2] یہ حدیث سنن ابوداود اور سنن الترمذی کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

"یعنی (لوگوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔"

جب عام حالات میں یہ حکم ہے تو حالتِ نماز میں اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ حق دار ہے کہ اس شرم کی جائے اور اس سے ہم کلامی کے وقت زیادہ زینت وآرائش اختیار کی جائے اس وجہ سے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام نافع کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا ہے تو اس سے پوچھا کہ اگر تمھیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لیے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ [1]

---

[1] سنن کبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے مذکورہ قول کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ نافع نے بیان کیا کہ ایک روز جانوروں کو چارہ وغیرہ دینے کی وجہ سے میں جماعت سے پیچھے رہ گیا۔ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا: کیا میں نے تمھیں دو کپڑے نہیں دیئے تھے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے سوال فرمایا کہ کیا میں تمھیں شہر میں کسی آدمی کے پاس بھیجوں تو تم ایسے ہی چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے۔ پھر انھوں نے کہا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ كَاشْتِمَالِ الْيَهُودِ)) یعنی جس کے پاس دو کپڑے ہوں اس میں نماز پڑھے اور جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو تو اسے ازار بنالے اور یہودیوں کی طرح اس میں لپٹ نہ جائے۔ (السنن الکبریٰ: ۲/ ۲۳۶۔) کچھ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ یہی روایت صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۳۷۶، رقم: ۷۶۶ میں بھی مروی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مجھے کسی کتاب میں نہیں مل سکی۔ ہوسکتا ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے اس کا وجود کسی اور کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔ (واللہ اعلم)۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال ہوا کہ آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ نے جواب دیا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ ❶

اور جس طرح آپ نے نمازی کو پاکیزگی، صفائی اور خوشبو کا حکم دیا ہے، اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

((اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الْبُيُوْتِ وَتُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ)) ❷

"یعنی گھروں یا محلوں اور بستیوں میں مسجدیں بنائی جائیں، انہیں صاف ستھرا رکھا جائے اور انہیں معطر کیا جائے۔"

یہاں سے یہ حقیقت از خود منکشف ہو جاتی ہے کہ عام ظروف میں ایک مرد دوسرے مرد سے اور ایک عورت دوسری عورت سے جتنا پردہ کرے گی، اس سے کہیں زیادہ پردے کا اہتمام حالت نماز میں کیا جائے گا۔ اسی لیے عورت کو حالت نماز میں دوپٹہ اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باقی رہا چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پیر تو انہیں کسی بھی اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔ لیکن عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ یہ اعضا، ان حدود ستر میں شامل نہیں ہیں جنہیں مرد کو مردوں سے اور عورت کو عورتوں سے چھپانے کا حکم

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه: ۹۱۔

❷ سنن ابی داود: کتاب الصلاة، باب ماجاء في اتخاذ المساجد في الدور، ح ٤٥٥؛ سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ما ذکر في تطییب المساجد، ح: ٥٩٤؛ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ہے اوران کا کھولنا بے حیائی اور بدتمیزی کی بات ہے۔ البتہ یہ اعضاء بڑی برائی کا پیش خیمہ ہیں اور اگران کو غیرمحرموں کے سامنے ظاہر کرنے سے روک دیا جائے تو فی الواقع بڑی برائیوں سے بچنے کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ﴾ ❶

''اے نبی آپ مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے خوب ستھرائی ہے۔''

اور آیت حجاب کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ

﴿ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ﴾ ❷

''یہ تمہارے اوران کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔''

درج بالا آیات سے یہ بات خوب عیاں ہوجاتی ہے کہ چہرے اور ہاتھ کے اظہار کی جو ممانعت ہے وہ صرف بڑی برائی کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہے، اس وجہ سے نہیں کہ یہ اعضاء مستقل طور پر حدود ستر میں داخل ہیں، نہ حالت نماز میں اور نہ غیر نماز میں، ویسے بھی یہ بات بعید از قیاس ہے کہ عورتوں کو حالتِ نماز میں ہاتھوں کے ڈھکنے کا حکم دیا جائے کیونکہ چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ ❸

---

❶ ٢٤/النور: ٣٠۔ ❷ ٢٤/النور: ٥٣۔

❸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((اِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ فَاِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ وَ اِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا)) ''یعنی چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں اس لیے جب کوئی سجدے کے لیے اپنا چہرہ زمین پر رکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب سجدے سے چہرہ اٹھائے تو دونوں ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔ سنن ابی داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب اعضاء السجود: ٨٩٢۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں قمیص پہنتی تھیں اور قمیص پہن کر سب کام کاج انجام دیا کرتی تھیں لہٰذا جب عورت آٹا گوندھتی تھی، یا پیستی تھی، یا روٹی پکاتی تو لامحالہ اپنے ہاتھ کو کھولتی تھی، ان تصریحات کے پیش نظر اگر حالت نماز میں ہاتھوں کا ڈھکنا واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے، اور اسی پر دونوں پیروں کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ آپ نے عورتوں کو قمیص کے ساتھ صرف اوڑھنی کا حکم دیا تھا چنانچہ عورتیں اپنی قمیصوں اور اوڑھنیوں میں نماز پڑھا کرتی تھیں۔

باقی رہا وہ کپڑا جسے عورتیں لٹکاتی تھیں اور جس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال بھی ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکا لیں، پھر عورتوں نے عرض کیا کہ اتنے سے تو چلنے میں پنڈلیاں نظر آئیں گی تو آپ نے فرمایا کہ ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ لٹکا لیں اس سے زیادہ نہیں۔ [1]

عمر بن ربیعہ فرماتے ہیں:

كُتِبَ الْقَتْلُ وَالْقِتَالُ عَلَيْنَا وَ عَلَى الْغَانِيَاتِ جَرُّ الذُّيُولِ

''یعنی ہمارے اوپر تو قتل وقتال فرض ہے اور عورتوں پر اپنے دامن کا گھسیٹنا۔''

---

[1] سنن ابوداود وغیرہ میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ کے رسول ﷺ سے تہبند وغیرہ کے اسبال اور اس کی ممانعت سے متعلق سنا تو سوال کیا کہ کیا اے اللہ کے رسول ﷺ عورتوں کا ازار کیسے ہونا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چاہیے کہ ایک بالشت لٹکا لیں (یعنی آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچے تک لٹکائیں) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تب تو چلتے وقت ان کا قدم کھل جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((ذِرَاعٌ لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ)) یعنی ایک ہاتھ لٹکا لیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔ سنن ابی داود، كتاب اللباس، باب قدر الذيل: ٤١١٧؛ سنن النسائي، كتاب الزينة، باب ذيول النساء: ٨/ ٢٠٩، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

یہ اس وقت کا بیان ہے کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں۔ اسی لیے جب آپ سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے دامن کو گندی جگہوں پر گھسیٹتی ہوئی آتی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد والی جگہ اس کو پاک کر دے گی۔ [1]

البتہ گھر کے اندر ایسے لمبے دامن والا لباس خواتین نہیں پہنتی تھیں۔ اسی طرح بعد میں عورتوں نے باہر نکلتے وقت اپنی پنڈلیوں کو ڈھکنے کے لیے موزے کا استعمال شروع کر دیا تھا۔

لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ایک بالشت کپڑا لٹکانے کا حکم دیا تو جواب میں عورتوں کا یہ کہنا تھا: اس صورت میں تو پنڈلیاں ظاہر ہوں گی، گویا اصل مقصود پنڈلیاں ہیں نہ کہ پاؤں۔ اور ویسے بھی جب کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہوگا تو تب ہی چلتے وقت پنڈلیاں ظاہر ہوں گی۔۔۔!

مسلمان عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

((لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَ بُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ)) [2]

---

[1] ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا کہ میرا دامن لمبا رہتا ہے اور بسا اوقات مجھے گندی جگہ سے گزرنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ)) ''اس کے بعد والی پاک زمین اسے پاک کر دے گی۔'' سنن ابو داود، کتاب الطهارة، باب الأذى يصيب الثوب ٣٨٣؛ سنن الترمذی، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من الموطأ: ١٤٣۔

[2] صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب١٣: ٩٠٠؛ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد: ٤٤٢۔

''یعنی اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو لیکن ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔''

گھر بہتر ہونے باوجود مسجد آنے کی صورت میں قمیص کے [illegible] اوڑھنی اوڑنے کا حکم دیا گیا، جرابوں یا موزے وغیرہ کا حکم نہیں دیا گیا کہ جس سے وہ اپنے پیروں کو چھپائیں اور نہ دستانے وغیرہ کا مکلف بنایا گیا جس سے وہ اپنے ہاتھوں کو چھپائے رکھیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اجنبی مرد نہ ہوں تو نماز میں عورت کے لیے ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرشتے پوشیدہ زینت کی طرف نہیں دیکھتے۔ [1]

یعنی جب عورت اپنا دوپٹہ یا قمیص اتار دیتی ہے تو فرشتے اس کی طرف نہیں دیکھتے۔ خلاصہ یہ کہ نماز کے سلسلے میں عورت کو صرف اتنی ہی مقدار یعنی قمیص اور اوڑھنی ہی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ مرد کو حکم ہے کہ اگر وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس میں اس طرح لپیٹے کہ اپنے کندھے اور حدود ستر کو چھپا لے۔

مرد کے دونوں کندھوں کا وہی حکم ہے جو عورت کے سر کا حکم ہے، چنانچہ مرد قمیص پہن کر یا جو کپڑا قمیص کی جگہ پہنا جا سکے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن حالت احرام میں اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے اعضاء جسم کے حساب سے کاٹ کر جو کپڑا سلا یا گیا ہو مثلاً قمیص یا چوغہ وغیرہ اس میں نماز پڑھے، جس طرح کہ عورت حالت احرام میں نہ نقاب پہنے گی اور نہ دستانہ ہی پہنے گی، باقی رہا مرد کا سر تو حالت احرام میں وہ اپنے سر کو نہیں چھپائے گا۔

---

[1] اس قصہ کی سند منقطع ہے اور اسی سے ملتی جلتی ایک روایت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''الاصابہ'' میں [illegible] نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے۔

حالت احرام میں عورت کا چہرہ ڈھانپنا

احرام میں عورت کے چہرہ سے متعلق امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے مذہب میں دو قول ہیں:

① وہ مرد کے سر کی طرح ہے، اسے ڈھکا نہیں جائے گا۔

② عورت کا چہرہ مرد کے دونوں ہاتھوں کے حکم میں ہے جسے برقعہ اور نقاب وغیرہ کسی ایسی چیز سے نہیں چھپائے گی جو خاص طور پر چھپانے کے لیے بنائی گئی ہو، یہی قول صحیح ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں عورت کو صرف نقاب اور دستانے کے استعمال سے منع فرمایا:

اسی لیے حالتِ احرام میں عورتیں اپنے چہرے پر بغیر کسی حائل کے مردوں کی نظروں سے بچاؤ کے لیے گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔ [1] اس سے معلوم ہوا کہ ان کا چہرہ خود ان کے اپنے ہاتھوں اور مردوں کے ہاتھوں کی طرح ہے اور جیسا کہ یہ بات پہلے آ چکی ہے کہ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے اس لیے اسے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپانا ہوگا لیکن ایسے کپڑے سے جو انسانی اعضاء کے مطابق نہ سلا گیا ہو بعینہٖ اسی طرح حالت احرام میں مرد پاجامہ یا شلوار وغیرہ نہ پہنے گا اور نہ ہی تہبند کا استعمال کرے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

---

[1] ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھے جب لوگ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم گھونگھٹ نکال لیتے اور جب گزر جاتے تو چہرے پر سے کپڑا اٹھا لیتے۔ (ضعیف) سنن ابو داود، كتاب المناسك، باب فی المحرمة تغطی وجهها: ١٨٣٣؛ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها: ٢٩٣٥؛ مذکورہ حدیث کی سند میں یزید بن ابی الزیاد راوی ضعیف ہے۔

عورت کے لیے پردے کی حکمت

گزشتہ مفہوم سے متعلق مصنف علیہ الرحمہ نے سورۂ نور کی تفسیر میں جو وضاحت کی ہے اس سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

☆ عورت کو بہت سی ایسی چیزوں سے بچانا اور محفوظ رکھنا ضروری ہے جن سے مردوں کو بچانا ضروری نہیں ہے اسی لیے صرف عورت کو پردہ کا حکم دیا گیا اور اظہار زینت و بے پردگی سے روکا گیا ہے، چنانچہ عورتوں کے لیے لباس کے ذریعہ پردہ پوشی کا اہتمام اور گھروں میں سکونت پذیر رہنا ضروری ہے جبکہ مردوں کے لیے یہ بات ضروری نہیں۔ کیونکہ عورتوں کا بے پردہ ہونا فتنہ و فساد کا سبب ہے جبکہ مرد ان کے نگران ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ [1]

---

[1] ٢٤/النور: ٣٠، ٣١.

''(اے نبی!) آپ مومن مردوں سے کہیں کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادی پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے باخبر ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھلائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: اپنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنی عورتوں، اپنے مملوک، وہ زیردست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور خاص کر عورتوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وہ پردہ پوشی کا خاص اہتمام کریں، شوہروں اور جن جن رشتہ داروں کو اس آیت میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کریں، البتہ زیب و آرائش کا جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جیسے ظاہری لباس وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس میں کوئی اور خرابی نہ ہو، کیونکہ ان کے اظہار کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔

چہرے کا پردہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ظاہری زینت میں شمار ہیں، امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے اور علماء کی ایک جماعت جیسے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورتیں ''جلباب'' لٹکایا کریں یعنی گھونگھٹ نکالا کریں تاکہ وہ پہچانی نہ جائیں اور انہیں تنگ نہ کیا جائے۔ یہ ارشاد ربانی پہلے مسلک کی دلیل ہے چنانچہ حضرت عبیدہ السلمانی وغیرہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں سر کے اوپر سے اس طرح لٹکا لیتی تھیں کہ راستہ دیکھنے کے لیے صرف ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔

اور صحیح بخاری کی روایت جس میں حالت احرام میں عورت کو نقاب اور دستانہ پہننے سے روکا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانہ حالتِ احرام کے علاوہ عورتوں میں مشہور ومعروف تھا جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ چھپے رہتے تھے۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایسی حرکت وعمل سے عورتوں کو منع فرمایا جس سے سن کر یا کسی اور طرح ان کی پوشیدہ آرائش معلوم کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾ [1]

''زمین پر پیر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہے

---

[1] ٢٤/النور: ٣١۔

اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾ ❶

"اور اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان عورتوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنی گردنوں پر لٹکا لیا۔

"جیب" قمیص کی لمبائی میں شگاف کا نام ہے (جسے ہم گریبان کہتے ہیں) جب عورت اپنی چادر کو گریبان پر ڈالے گی تو اس کی گردن بھی چھپ جائے گی۔

بعد ازاں اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ گھر سے باہر جانے کی صورت میں اپنی چادر کو اوپر سے لٹکا کر گھونگھٹ نکال لے، ہاں اگر وہ گھر ہی میں رہتی ہے تو گھونگھٹ کا حکم نہیں۔

اور عورتوں پر پردہ تو اس لیے فرض کیا گیا ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نہ دیکھے جا سکیں۔ نیز پردہ آزاد عورتوں پر فرض ہے لونڈیوں پر نہیں۔ چنانچہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں یہی معمول تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں اور لونڈیوں کے چہرے کھلے رہا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی لونڈی کو چہرہ ڈھانپے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے اور فرماتے: اری بیوقوف تو آزاد عورتوں سے مشابہت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا سر، چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہ سکتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

❶ ٢٤/النور: ٣١۔

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ﴾ [1]

"اور وہ عورتیں جو جوانی سے گزر بیٹھی ہوں اور نکاح کی امیدوار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادر اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم وہ بھی حیا داری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے۔"

اس آیت میں ان بوڑھی عورتوں کو جو شادی کی خواہش نہیں رکھتیں ان کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ حجاب والے کپڑے اتار سکتی ہیں۔ یعنی ان کے لیے جائز ہے کہ چادر نہ اوڑھے اور پردہ نہ کرے (بشرطیکہ اپنی زینت و آرائش کی نمائش نہ مقصود ہو) تو ان بوڑھی عورتوں کو عام آزاد عورتوں سے اس لیے مستثنیٰ کیا گیا کہ جو وجہ فساد عام جوان عورتوں میں ہوا کرتی ہے اب وہ ان بوڑھی عورتوں میں باقی نہیں رہی جس طرح مردوں میں ہے ﴿ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ﴾ وہ (زیر کفالت مرد جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں) کو اظہار زینت کے مسئلے میں مستثنیٰ کر دیا گیا ہے کیونکہ ان کے اندر وہ شہوت نہیں ہوتی جس سے فتنہ و خرابی پیدا ہو۔

اگر اسی طرح لونڈی سے فتنے کا خوف ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی گھونگھٹ نکالے اور پردہ کرے اور لوگوں پر بھی واجب ہے کہ اس سے نظریں نیچی رکھیں اور پھیر لیں، کیونکہ قرآن و سنت میں کہیں بھی نہیں ہے کہ عام لونڈیوں کی طرف دیکھنا

---

[1] ۲۴/النور: ٦٠۔

جائز ہے، یا انہیں پردہ پوشی کی ممانعت ہے اور انہیں اپنی زیبائش کی نمائش کی کھلی اجازت ہے، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن باتوں کا حکم آزاد عورتوں کو دیا ہے لونڈیوں کو نہیں دیا اور سنت نبوی نے عملاً دونوں میں فرق کیا ہے جبکہ کسی عام لفظ سے دونوں کا حکم الگ الگ نہیں بیان کیا گیا۔ البتہ مسلمانوں کا عام معمول یہی تھا کہ صرف آزاد عورتیں ہی پردہ کیا کرتی تھیں لونڈیاں نہیں، نیز قرآن مجید نے اس حکم عام سے صرف بوڑھی عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ان پر پردہ واجب نہیں ٹھہرایا جیسا کہ بعض مردوں کو یعنی غیر اولی الاربۃ کو مستثنیٰ کیا کہ عورتیں ان کے سامنے آرائش اور پوشیدہ زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں کیونکہ نہ تو ان بوڑھی عورتوں میں شہوت باقی رہی ہے اور نہ ہی ایسے مردوں ہی سے کوئی خطرہ ہے۔ لہٰذا اس قاعدۂ تحفظ کے پیش نظر بعض لونڈیوں کو عام حکم سے مستثنیٰ کرنا بدرجہ اولیٰ مناسب ہے یعنی وہ لونڈیاں جن کے پردہ نہ کرنے اور زینت خفیہ کی نمائش سے فتنے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بعض محرم رشتہ داروں کے سامنے بھی پوشیدہ زینت کا اظہار جائز نہ ہوگا، جیسا کہ شوہر کے ایسے جوان بیٹے جن کے اندر شہوت اور عورتوں کے معاملات سے دلچسپی ہو۔

خلاصہ یہ کہ قرآن پاک کا حکم عام حالات و عادات کے پیش نظر ہے لیکن اگر کوئی معاملہ عام عادات سے مختلف ہو تو حکم بھی عام حالات سے مختلف ہوگا۔ یعنی جب باندیوں کے بے پردہ باہر نکلنے اور ان کی طرف دیکھنے سے فتنے کا خطرہ ہو تو اس سے روکنا واجب ہوگا اور یہی حکم دوسری صورتوں میں بھی لاگو ہوگا۔

چنانچہ اگر باندیاں اور نابالغ بچے ایسے خوبصورت ہوں کہ ان کی طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف ہو تو علماء کی رائے میں ان کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام احمد مروزی رحمہ اللہ ❶ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اپنے غلام کی طرف دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر فتنے کا ڈر ہو تو نہ دیکھے۔ کتنی ہی نظریں ایسی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں مصیبت ڈال دیتی ہیں۔

یہی امام احمد مروزی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میری پیٹھ پر کوڑے بھی برسائے جائیں تب بھی میں گناہ کے قریب نہ جاؤں گا البتہ وہ نظر بازی سے باز نہیں آتا، اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کیسی توبہ ہے؟

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ((اِصرِف بَصَرَكَ)) ''اپنی نظر پھیر لو۔'' ❷

امام ابن ابی الدنیا ذکوان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مالداروں کے بچوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کی صورتیں عورتوں جیسی ہوتی ہیں اور وہ کنواری لڑکیوں سے بھی بڑا فتنہ ہیں۔ ❸

---

❶ حضرت احمد بن محمد بن حجاج المروزی رحمہ اللہ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل کے خاص شاگردوں میں سے ہیں امام احمد کو ان سے خاص انسیت تھی اور ان کی وفات کے بعد آنکھیں بند کرنے اور غسل دینے کا شرف انہیں کو حاصل ہوا۔ مروزی رحمہ اللہ نے ان سے نہ صرف فقہ وحدیث کا علم بلکہ فقہ وحدیث کے ساتھ ساتھ زہد وورع کا علم وعمل دونوں حاصل کیے حتیٰ کہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جو کچھ تم بیان کرو وہ میری زبان ہے خواہ وہ بات میں نے کہی ہو یا نہیں۔ جمادی الاولیٰ ۲۷۵ھ کو بغداد میں وفات پائی اور اپنے استاذ کے پیر کے پاس دفن ہونا نصیب ہوا۔ طبقات الحنابلہ: ۱/ ۵۶، الاعلام: ۱/ ۲۰۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب نظر الفجاۃ: ۲۱۵۹۔

❸ یہ اثر سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں واقع راوی ابراہیم براۃ متروک ہے اور خود حسن ذکوان بھی ضعیف ہے۔

مندرجہ بالا استدلال چھوٹی برائی کے فتنہ پر بڑی برائی کو قیاس کرنے کے باب سے ہے۔ یہی حکم ایک عورت کا دوسری عورت کے ساتھ ہے (یعنی اگر کوئی عورت عورتوں کے لیے فتنہ ہو تو اس سے بھی پردہ کیا جائے گا) اسی طرح عورت کے بعض محرم رشتہ دار جیسے شوہر کا بیٹا، شوہر کا پوتا، عورت کا بھتیجا، بھانجا اور عورت کا غلام ان لوگوں کے نزدیک جو اسے محرم سمجھتے ہیں، جب ان سے مرد یا عورت کے لیے فتنے کا خوف ہو تو اسے نہ صرف پردے کا حکم کیا جائے گا بلکہ اس پر پردہ واجب ہوگا۔

جن صورتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ﴾ پردہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ چونکہ نظر بازی اور بے پردگی سے شہوت قلبی اور لذت نظر کا حصول ہوتا ہے جس سے تزکیۂ نفس اور طہارتِ روح ختم ہو جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نظر بازی سے بدرجۂ اولیٰ روکا جائے اور پردہ کو واجب قرار دیا جائے۔

ہیجڑوں سے پردہ

امام مسلم رحمہ اللہ کے علاوہ باقی اصحاب ستہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑوں اور مردوں کی صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو، فلاں فلاں ہیجڑے کو نکال باہر کرو۔ ❶

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین ہیجڑے تھے،

---

❶ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبہین بالنساء من البیوت: ٥٨٨٦؛ سنن ابوداود، کتاب الأدب، باب الحکم فی المخنثین: ٤٩٣٠؛ اور یہ منقول الفاظ ابوداود کے ہیں۔

بیم، مانع اور ہیبت۔ لیکن ان میں بڑی برائی نہ تھی بس ان کی نرم اور میٹھی باتوں میں، عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ پیر رنگنے میں اور عورتوں جیسے کھیل کود ہی میں ان کا سارا ہیجڑا پن تھا۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اسے کیا ہوا ہے؟" بتایا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے۔ آپ نے اسے شہر بدر کر دینے کا حکم دیا اور اسے مقام نقیع [1] کی طرف نکال دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ((اِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ)) "مجھے نمازیوں کے قتل سے روکا گیا ہے۔" [2]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے ہیجڑوں کو آبادیوں سے نکال دینے کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ ہیجڑا جو اپنے آپ کو بلا روک ٹوک لوگوں کے حوالے کر دے کہ لوگ اس سے لذت اندوز ہوں، اس کے جسم کی خوبصورتی دیکھیں، اور اس کے ساتھ بدفعلی بھی کریں تو ایسے ہیجڑے کو مسلمان آبادی سے نکالنا اور شہر بدر کرنا اور زیادہ ضروری ہے۔

ہیجڑوں کے ذریعے سے مردوں اور عورتوں دونوں میں بگاڑ پیدا ہوگا، کیونکہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اس لیے عورتیں اس کے ساتھ میل جول رکھ سکتی

---

[1] "نقیع" منطقہ حجاز کی بڑی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے جو مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، اس کا سب سے قریبی حصہ مدینہ منورہ سے چالیس کلومیٹر اور سب سے بعید حصہ ۱۲۰ کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ (معجم المعالم الجغرافيه في السيرة، ص: ۳۲۰)

[2] (ضعيف) سنن أبي داود، كتاب الادب، باب حكم المخنثين، ح: ٤٩٢٨؛ اس کی سند میں ابو ہاشم اور ابو یسار دو مجہول راوی ہیں۔ البتہ نمازیوں کے نہ مارنے کے حوالے سے الادب المفرد ١٦٣؛ مسند ابويعلى: ٤ / ١٤٥٥؛ اور مشكاة: ٤٤٨١؛ میں صحیح ضروریات موجود ہیں۔

ہیں اور اس سے بری عادتیں بھی سیکھ سکتی ہیں۔ اور چونکہ وہ مرد ہے اس لیے وہ عورتوں کو خراب بھی کر دے گا، نیز جب مرد اس کی طرف رغبت کریں گے تو عورتوں سے اعراض کریں گے۔ علاوہ ازیں جب عورت دیکھے گی کہ فلاں مرد ہیجڑوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ خود مردوں کی مشابہت اختیار کرے گی اور انھی کے رنگ ڈھنگ اپنائے گی، پھر اسے دونوں جنسوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملے گا پھر یہ عورتوں کی مجامعت اختیار کرے گی جیسے کہ وہ ہیجڑا امردوں کی مجامعت اختیار کرتا ہے۔

نظروں کی حفاظت کا حکمِ الٰہی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتابِ عزیز میں نظریں بچانے کا حکم دیا ہے جس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرم گاہ سے نظر بچانا۔ (۲) محلِ شہوت سے نظر بچانا۔

پہلی قسم کی مثال ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ سے اپنی نظر بچائے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) [1]

''یعنی نہ تو مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔''

چنانچہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی ستر پوشی کا پوا پورا اہتمام کرے۔ آپ ﷺ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب تحريم النظر إلى العورات: ٣٣٨۔

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا عَنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ))

"یعنی اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔"

وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ اگر ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوں تب بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَيَنَّهَا اَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا))

"اگر تیرے بس میں ہو کہ کوئی تیری شرمگاہ نہ دیکھ پائے تو کسی کو دیکھنے کا موقع نہ دے۔"

پھر میں نے عرض کیا: اگر کوئی اکیلا ہی ہو تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيَ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)) [1]

"عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ ضروری ہے۔"

---

[1] سنن ابی داود، کتاب الحمام، باب فی التعری:٤٠١٧؛ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی حفظ العورة:٢٧٩٤۔

مجبوری کے وقت شرمگاہ کھولنا

مجبوری کے وقت شرمگاہ کا ننگا کرنا جائز ہے جیسا کہ قضائے حاجت کے وقت، اسی طرح اگر مرد اکیلا غسل کر رہا ہو اور وہاں آڑ یا پردہ ہو تو برہنہ غسل کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ اور ایوب علیہما السلام نے کیا تھا۔ ❶

---

❶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنواسرائیل ایک ہی ساتھ ننگے نہایا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت شرمیلے اور پردہ پوش تھے اس لیے وہ اکیلے غسل فرمایا کرتے تھے۔ بنواسرائیل نے آپس میں کہا کہ موسیٰ اکیلے اس لیے نہاتے ہیں کہ انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کا خصیہ بڑا ہے یا انہیں کوئی اور بیماری ہے (اللہ تبارک وتعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود ہوئی) چنانچہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل کے لیے تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیے۔ آپ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑا لینے کے لیے آگے بڑھے تو پتھر کپڑا لے کر بھاگا۔ آپ پتھر کے پیچھے تیزی سے بھاگے اور پکارتے رہے او پتھر! میرا کپڑا، او پتھر! میرا کپڑا۔ بنواسرائیل کی ایک جماعت پر آپ کا گزر ہوا اور انھوں نے دیکھا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں ہے...... اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴾ (۳۳/الاحزاب: ۶۹) ''اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بے عیب دکھلایا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔'' صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب من اغتسل عریانا وحدہ فی خلوۃ ۲۷۸، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب جواز الاغتسال عریانا فی الخلوۃ: ۳۳۹۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (شفایاب ہونے کے بعد) حضرت ایوب علیہ السلام ایک مرتبہ ننگے غسل فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونے کی ٹڈیاں جھڑنے لگیں آپ علیہ السلام انہیں جلدی جلدی اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا: اے ایوب جو کچھ سمیٹ رہے ہو کیا ہم نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا؟ آپ علیہ السلام نے عرض کیا: تیری عزت وجلال کی قسم (تو نے مجھے ان سے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن تیری برکات سے میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ تعالیٰ (وایوب اذ نادی ربہ): ۳۳۹۱۔

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے غسل فرمایا تھا۔ ❶

اور اسی طرح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی آپ ﷺ کا غسل فرمانا مذکور ہے۔ ❷

البتہ نظر کی دوسری قسم یعنی کسی اجنبی عورت کی پوشیدہ زینت کی طرف دیکھنا تو یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ قابل احتیاط ہے۔ جیسے شراب پینا، مردار، خون اور سور کا گوشت کھانے سے زیادہ برا ہے، شراب پینے پر تو حد مقرر ہے لیکن اگر کوئی بغیر عذر کے ان محرمات (مردار خون وغیرہ) کو کھاتا پیتا ہے تو اس پر تعزیری سزا ہے۔ کیونکہ جس طرح شراب کی طرف تو طبیعت کا میلان ہوتا ہے، لیکن عام طور انسان محرمات کو مکروہ

---

❶ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشارہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی درج ذیل روایت کی طرف ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے پاس میں گئی، دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ ﷺ کو پردہ کیے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا: ''کون ہو؟'' میں نے عرض کیا: ام ہانی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''خوش آمدید اے ام ہانی۔'' جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چادر اوڑھ کر چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفًا به: ۳۵۷؛ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تستر المُغتسِلِ بِثَوبٍ وَ نَحوِهِ: ۳۳۶۔

❷ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا، جب آپ غسل فرمانے لگے تو ایک کپڑے سے ہم نے آپ کو پردہ کر دیا آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا، پھر دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پورے جسم پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پیروں کو دھویا، پھر پانی پونچھنے کے لیے ہم نے آپ کو ایک کپڑا دیا۔ لیکن آپ نے واپس کر دیا۔ صحیح البخاری: کتاب الغسل، باب ۱۸، ح: ۲۷۶؛ صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب التستر بثوب: ۳۳۷۔

گردانتا ہے، یہی معاملہ مردوں کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا ہے کہ جس طرح عورت یا اس کے ہم مثل کی طرف دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مرد کی شرمگاہ دیکھنے کی اس طرح خواہش نہیں ہوتی۔ نابالغ بچے کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی اسی حکم میں داخل ہے اور علماء کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے جس طرح اجنبی عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے بعینہ محرم عورتوں اور نابالغ بچوں کو بھی بنظر شہوت دیکھنا حرام ہوگا۔

نابالغ بچوں کو دیکھنے کا حکم

نابالغ بچہ اور وہ جوان جس کو ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو، اس کی طرف دیکھنے کی تین اقسام ہیں:

پہلی صورت: مرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، یہ بالاتفاق حرام ہے۔

دوسری صورت: جس کے بارے میں یقین کے ساتھ کہا جا سکے کہ اس دیکھنے میں شہوت قطعاً نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نیک و پرہیزگار آدمی کا اپنے خوبصورت بیٹے اور بیٹی اور اپنی خوبصورت ماں کی طرف دیکھنا، کیونکہ اس صورت میں شہوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ انتہائی بدکردار شخص ہو، خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی دیکھنے کے ساتھ شہوت کا وجود ہو وہ دیکھنا حرام ہو جائے گا۔ یہی حکم اس شخص کے دیکھنے کا بھی ہے کہ جس کا دل مرد کی طرف مائل ہی نہ ہوا ہو جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے یا وہ قومیں جو اس برائی کو جانتی ہی نہیں، بلکہ ان کے نزدیک اپنے لڑکے کی طرف دیکھنے اور اپنے پڑوسی کے بچے یا کسی اجنبی بچے کی طرف دیکھنے میں کوئی فرق نہیں، اس سے ان کے دل میں کسی قسم کی شہوت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ ایسے سلیم الفطرت انسان کا دل پاک اور صاف ہوتا ہے۔ چنانچہ عہد صحابہ میں لونڈیاں کھلے سر راستوں سے گزرتی

تھیں اور مردوں کی خدمت بھی کیا کرتی تھیں اس کے باوجود ان کے دل صاف تھے۔ [1] لیکن آج کے دور میں اگر کوئی شخص خوبصورت ترکی لونڈیوں کو ان ہی کی طرح شہر میں آزاد چھوڑ دے کہ لوگوں کے درمیان گھومیں پھریں تو اس سے فساد کا دروازہ کھل جائے گا۔

اسی طرح خوبصورت نابالغ بچوں کے لیے بھی مناسب نہیں کہ بلا ضرورت وہ ایسے گلی کوچوں میں پھرتے رہیں جہاں فتنے کا ڈر ہو۔ لہٰذا خوبصورت نابالغ بچوں کو نہ کپڑے اتارنے دیے جائیں اور نہ اجنبی لوگوں کے ساتھ حمام میں بیٹھنے دیا جائے، اور نہ اجنبی لوگوں کے بیچ انہیں ناچنے کی اجازت دی جائے۔ بلکہ اسی طرح ہر ایک کام سے روکا جائے جس میں لوگوں کے لیے فتنے کا خطرہ ہو اور نظر کا مسئلہ بھی اسی اصول کے مطابق ہوگا۔ مذکورہ بالا دونوں قسموں کا حکم علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

نظر کی تیسری قسم کے متعلق اختلاف ہے یعنی نابالغ لڑکے کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جبکہ شہوت کے ابھرنے کا خطرہ ہو۔ اس بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دو قول ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ایسی نظر جائز نہیں ہے اور یہی حکم امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں سے بھی منقول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی نظر جائز ہے کیونکہ اصل شہوت کا نہ ابھرنا ہے اور کوئی چیز محض شک کی بنیاد پر حرام نہیں کی جاسکتی، زیادہ سے زیادہ ایسی نظر مکروہ ہوسکتی ہے۔ لیکن پہلا مذہب ہی راجح اور قوی ہے جس طرح کہ مذہب امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ

---

[1] شاید مصنف رحمہ اللہ کا اشارہ سنن کبریٰ البیہقی کی درج ذیل روایت کی طرف ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کے بال ننگے ہوتے اور ران کی پھاتیاں حرکت کرتیں۔ اس اثر کی سند حسن ہے۔ البیہقی: ۲/ ۲۲۷۔

میں راجح قول یہی ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں اگر چہ شہوت بالکل معدوم ہو، کیونکہ شہوت کے ابھرنے کا خوف تو بہر حال موجود ہے۔ اسی وجہ سے اجنبی عورت سے تنہائی میں ملاقات کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ فتنے کا سبب بن سکتی ہے اور قاعدۂ مسلمہ ہے کہ جو عمل فتنے کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ حرام ہے۔ اس لیے اگر کوئی واقعی ضرورت نہ ہو تو ہر اس راستے کو بند کرنا ضروری ہے جو کسی وجہ سے فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔

لہٰذا ہر وہ نظر جو فتنہ کا ذریعہ بن سکتی ہو اور کوئی خاص ضرورت بھی نہ ہو، وہ حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی راجح ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً پیغام نکاح دینے والے کا اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا، یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا وغیرہ، ایسی صورت میں دیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر ضرورت و حاجت درپیش نہ ہو تو محل فتنہ کو دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کیا جائے؟

جہاں تک آنکھوں کا تعلق ہے انہیں کھلی رکھنا اور ان سے دیکھنا ایک ضرورت ہے اور جب آنکھیں کھلی ہوں گی تو بسا اوقات اچانک بلا ارادہ نظر پڑ جائے گی۔ لہٰذا اسے مطلقاً نیچی رکھنا ممکن نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نظروں کے کچھ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو آواز کچھ پست رکھنے کی وصیت کی تھی۔

اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾ [1] کا تعلق ہے تو اس میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے حضور اپنی آواز مطلقاً پست رکھتے ہیں، کیونکہ انہیں یہی حکم ہے۔ اور خدمت رسول ﷺ میں حاضری کے وقت آوازیں بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مطلقاً آواز پست کرنا ایک خاص حکم ہے جو پسندیدہ ہے اور بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں آواز پست رکھ سکتا ہے لیکن اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ بعض موقعوں پر اسے بلند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کہیں یہ حکم وجوب کا درجہ رکھتا ہے۔ اور کہیں استحباب کا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ﴾ [2]

''اور اپنی آواز کچھ پست رکھو۔''

آواز اور نظر کا پست رکھنا اس کا مکمل دارومدار دل میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے والے خیالات پر ہے۔ کیونکہ سماعت کے راستے کوئی بات دل میں داخل ہوتی ہے اور آواز کے ذریعے باہر آتی ہے جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اعضاء کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ۝ ﴾ [3]

---

[1] پوری آیت اس طرح ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ ﴾ جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے معافی اور بڑا ثواب ہے۔

[2] ۳۱/لقمان: ۱۹۔ [3] ۹۰/البلد: ۸، ۹۔

''کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔''

یعنی آنکھ اور نظر کے ذریعے دل معاملات کی خبر پاتا ہے، زبان اور آواز، افکار وخیالات کو دل سے باہر لا کر حروف کی تعبیر بخشتی ہیں۔ آنکھیں دل کی راہبر خبر اور ٹوہ لگانے والی ہوتی ہیں اور زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ ❶

''یہ ان کے لیے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ طریقہ ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ ❷

''آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کریں اور انہیں بابرکت کریں۔''

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ❸

''اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔''

آیت استیذان میں ارشاد ہے کہ

﴿وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾ ❹

---

❶ ٢٤/النور: ٣٠۔ ❷ ٩/التوبة: ١٠٣۔

❸ ٣٣/الاحزاب: ٣٣۔ ❹ ٢٤/النور: ٢٨۔

"اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ﴾ ❶

"نبی ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔"

مزید ارشاد ہے کہ

﴿فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ﴾ ❷

"جب تمہیں اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنی ہو تو اس تخلیہ اور سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پیش کرو یہ تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔"

اور آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) فی روایة البخاری: ((اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) ❸

"اے اللہ میرے دل کو گناہوں سے پانی برف اور اولے کے ذریعے پاک کر دے۔"

---

❶ ۳۳/الاحزاب: ۵۳۔ ❷ ۵۸/المجادله: ۱۲۔

❸ اس سلسلے کی روایات کے الفاظ اس سے قدرے مختلف ہیں۔ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم: ۶۳۲۸۔

اور نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

((وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَ ثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَ نَقِّهِ مِنْ خَطَايَاهُ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ)) [1]

''اے اللہ اسے پانی، برف اور اولے کے ذریعے پاک کر دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات واحادیث میں طہارت سے مراد گناہوں سے پاکی ہے کیونکہ گناہوں کو رجس یعنی ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اور لفظ ''زکاۃ'' طہارت سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے جو طہارت یعنی گناہوں سے پاکی کو بھی شامل ہے اور اعمال صالحہ کی زیادتی اور ترقی کو بھی شامل ہے۔ مغفرت و رحمت، عذاب سے چھٹکارا، ثواب کا حصول، برائی سے دوری اور بھلائی کا حصول وغیرہ یہ سب معانی لفظ ''زکاۃ'' میں شامل ہیں۔

رہا مسئلہ ''نظر فجاۃ'' یعنی اچانک پڑنے والی نظر کا تو وہ معاف ہے، بشرطیکہ اپنی نظر کو پھیر لے جیسا کہ حدیث کی مستند کتابوں میں ہے:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اچانک پڑ جانے والی نظر کا کیا حکم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة: ٩٦٣۔

((اِصْرِفْ بَصَرَكَ)) [1] ''اپنی نظر پھیر لو۔'' اسی طرح کتب ''سنن'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَّةَ)) [2]

''اے علی ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں معاف تھی لیکن اب دوسری معاف نہیں۔''

اور مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ

((اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ)) [3]

''نظر تو شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔''

اور مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ

((مَنْ نَظَرَ إِلٰى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ ثُمَّ غَضَّ بَصَرَهُ أَوْرَثَ اللّٰهُ قَلْبَهُ حَلَاوَةَ عِبَادَةٍ يَجِدُهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [4] او كما قال

''جس شخص کی نظر کسی اجنبی عورت کے حسن و زینت پر پڑی اور پھر اس نے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الادب، باب نظر الفجأۃ: ۲۱۵۱؛ سنن ابوداود، کتاب النکاح، باب ما یؤمر بہ من غض البصر: ۲۱۴۸۔

[2] سنن ابوداود، کتاب النکاح، باب ما یؤمر بہ من غض البصر: ۲۱۴۹؛ سنن الترمذی، کتاب الادب، باب نظر الفجأۃ: ۲۷۷۷۔

[3] (ضعیف) المستدرک للحاکم ۴ / ۳۱۳، مسند الشہاب: ۲۶۵ / ۱ مجمع الزوائد ۸ / ۶۳، اس کی سند میں عبدالرحمن اسواطی ضعیف راوی ہے۔

[4] مسند احمد: ۵ / ۲۶۴؛ الطبرانی: ۷ / ۲۴۷ ۔ مذکورہ بالا دونوں مرویات ضعیف ہیں۔ ان میں ایک راوی ابو سعود سعید بن سنان الحمصی متہم بالوضع راوی ہے۔

اپنی نظر پھیر لی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایسی لذت عبادت پیدا کر دے گا کہ اس کا اثر وہ قیامت تک محسوس کرتا رہے گا۔"

نظر کی حفاظت کے فوائد

جن صورتوں کا دیکھنا حرام ہے جیسے عورت اور خوبصورت نابالغ لڑکا وغیرہ ان سے نظر پھیر لینے سے تین بڑے اہم فائدے حاصل ہوتے ہیں:

① ایمان کی چاشنی اور لذت، جو اللہ کے واسطے چھوڑی ہوئی اس بیہودہ لذت سے بہت ہی شیریں اور بہتر ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ)) [1]

"جو شخص کوئی چیز صرف اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔"

② دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل میں نور اور فراست پیدا ہوتی ہے۔ قوم لوط کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝﴾ [2]

"تیری جان کی قسم یہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔"

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا صورتوں سے لگاؤ، عقل کے اندر فساد، کوتاہ نظری اور دل

---

[1] (صحیح) مسند احمد: ۲۳۰۷٤؛ وغیرہ میں ایک صحابی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّكَ لَنْ تَدَعَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ)) "اگر تم کوئی چیز صرف اللہ رب العزت کے لیے چھوڑ دو گے تو اللہ اس کے بدلے اس سے بہتر چیز تمہیں عطا کرے گا۔"

[2] ۱۵/الحجر: ۷۲۔

کی مدہوشی بلکہ جنون کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچا کر رکھنے والی آیت کے بعد آیت نور کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾

''اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔''

شاہ بن شجاع الکرمانی [1] کی فراست اور دور بینی کبھی غلطی نہیں کرتی تھی وہ فرماتے تھے: جس نے اپنے ظاہر کو سنت کی پیروی سے سجایا، باطن پر ہمیشہ پہرہ داری رکھی، اپنی نظر کو حرام سے محفوظ رکھا، نفس کو شہوات سے بچائے رکھا، اس کے بعد ایک پانچویں چیز کا ذکر فرمایا غالباً اکل حلال ہے تو اس کی فراست نظر کبھی غلطی نہیں کر سکتی۔

اور اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ بندے کو اس کے جنس عمل سے بدلہ دیتا ہے جو شخص اپنی نظر پر پہرہ داری رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نور بصیرت کو اور جلا دیتا ہے، علم و معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور اس قسم کی اور بہت سی چیزیں جن کا تعلق قلبی بصیرت سے ہوتا ہے بندے کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

③ نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا تیسرا فائدہ، دل کی قوت، ثابت قدمی، پختہ عزمی اور دلیری کا حصول ہے، ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ قوت دلیل کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا فرماتا ہے، چنانچہ خواہشات نفس کو پچھاڑ دینے والے بندے کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ جبکہ وہ شخص جو اسیر ہوس ہو، اس کے اندر ذلت نفس، بزدلی اور خست و اہانت جیسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لیے سزا بنا رکھا ہے۔

---

[1] آپ کی کنیت ابوالفوارس ہے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن تمام دنیوی نعمتوں کو چھوڑ کر تن من سے زہد کے رستے پر لگ گئے۔ ۲۷۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حلیة الاولیاء: ۱۰/ ۲۳۸؛ صفوة الصفوة: ٤/ ٦٧۔

یہ دستور رب ذوالجلال ہے کہ اس نے عزت اپنے اطاعت گزار بندوں کے لیے اور ذلت وخواری اپنے نافرمانوں کے لیے لکھ رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ❶

''یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے۔'' دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝﴾ ❷

''دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔''

اس لیے علماء کا کہنا ہے کہ لوگ بادشاہوں کے دروازے پر عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف اللہ کی اطاعت میں ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ ❸ فرماتے ہیں کہ اگر چہ عمدہ سدھائے ہوئے گھوڑے انہیں تیزی سے لے اڑیں اور اپنی ٹاپوں کے ساتھ انہیں لے کر آگے بڑھیں لیکن ذلت ورسوائی ان کی گردنوں پر سوار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو رسوا کرے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ نے اس اطاعت والے کام میں اس سے دوستی کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو اس سے بقدر معصیت دشمنی کی۔

---

❶ ٦٣/ المنافقون: ٨۔ ❷ ٣/آل عمران: ١٣٩۔

❸ باپ کا نام یسار اور کنیت ابو سعید ہے۔ اہل بصرہ کے امام اور وقت کے علامہ تھے۔ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ٢١ھ میں مدینہ المنورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سایۂ عاطفت میں پلے بڑھے۔ ١١٠ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ الاعلام: ٢/ ٢٢٦۔

اور دعائے قنوت میں وارد ہے:

((إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ))

''جس کی اے اللہ تو نے سرپرستی کی وہ رسوا نہیں ہوسکتا، اور جس سے تو نے دشمنی کی وہ عزت نہیں پاسکتا۔''

اور برائی کے دلدادہ جو اپنی نظر نیچی نہیں رکھتے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان اوصافِ حمیدہ کے برعکس بیماریوں سے موصوف کیا ہے، یعنی مستی غیں مبتلا اندھے پن کا شکار، جاہل، بے عقل، گمراہ، بغض و حسد میں گھرے ہوئے اور بصیرت سے محروم، مزید برآں انہیں خبیث، فاسق، حد سے تجاوز کرنے والا، اپنے اوپر زیادتی کرنے والا، مفسد و مجرم، برائی کا شکار، اور فحاشی میں مبتلا وغیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قومِ لوط کے متعلق ارشاد ہے:

﴿بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ﴾ [1]

''تم لوگ پرلے درجے کے جاہل ہو۔''

اس آیت مبارکہ میں انہیں جاہل کہا گیا۔ انھی سے متعلق ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ [2]

''تیری عمر کی قسم وہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ [3]

''کیا تم میں ایک بھی نیک چلن نہیں ہے۔''

---

[1] ۲۷/النمل: ۵۵۔ [2] ۱۵/الحجر: ۷۲۔ [3] ۱۱/ھود: ۷۸۔

اس لیے صورتوں کا عشق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب دل میں اللہ کی محبت اور ایمان کمزور پڑ جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی والہانہ محبت کا ذکر قرآن عزیز میں یا تو عزیز مصر کی مشرکہ بیوی کے متعلق یا لوط علیہ السلام کی مشرک قوم کے متعلق کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام، اس کے اشارے پر ناچنے والا اور دل سے اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

   

مسائل ستر وحجاب

